باب۔83

ترتیل قرآن

☆ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔

ترجمہ: یا آدھی رات سے زیادہ بھی (شب بیداری کر سکتے ہو، نماز پڑھ سکتے ہو) اور قرآن پڑھو تو ترتیل سے پڑھو (ٹھیر ٹھیر کر، گڑبڑ سے نہیں)۔ (سورۃ المزمل: آیت 4)

☆ وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۔

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کے حصوں کو جدا جدا کیا تا کہ تم اس کو لوگوں پر ٹھیر ٹھیر کر پڑھو اور ہم نے اس (قرآن) کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔ (سورۃ الاسراء/بنی اسرائیل: آیت 106)

صاحبو! ہمارے زمانے میں تفسیر کی تعلیم ہوتی تھی۔ ترجمہ سے قرآن پڑھتے تھے۔ قراءت سے قرآن پڑھتے تھے۔ صبح ہوتے ہی، ہر گھر سے قرآن پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ بعض لوگ فاتحاؤں میں ختم کرواتے تھے۔ اب قرآن سے بالکل روگردانی ہوگئی ہے، دوری آگئی ہے۔ قرآن کا ذکر ہو تو کہیں گے کہ بے سمجھے پڑھنے سے کیا حاصل۔۔۔؟ دراصل ان کا مقصد سمجھ کر پڑھنا نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کو قرآن شریف کے الفاظ سے بھی چھڑانا ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ اس کے الفاظ میں برکت ہے۔ اس کا سمجھ کر پڑھنا بھی عبادت ہے اور بے سمجھے پڑھنا بھی عبادت ہے۔ دیکھو! کوئی مفرح، یا قوتی یعنی طاقتور معجون سمجھ کر کھاؤ یا بغیر سمجھ کر کھاؤ، ہر حال میں فائدہ دے گی۔ اسی طرح سنکھیا جان بوجھ کر کھاؤ یا غفلت سے کھاؤ، نقصان دے گا۔ چناں چہ صرف الفاظ ہی اگر پڑھیں تو کم از کم قرآن متواتر تو رہے گا۔ قرآن کا تواتر اسلام کا خاصّہ یعنی specialty ہے۔ کوئی شخص کسی آسمانی یا غیر آسمانی کتاب کی روایت نہیں کر سکتا۔ قرآن ہی ہے کہ 1400 برس سے اس کی برابر روایت کی جارہی ہے۔ اس کا تلفظ تک متواتر ہے۔

Siddiqui Publications

جو قرآن کے پڑھنے والے ہیں ان کی بھی عام طور پر یہ صورت حال ہے کہ نہ تلفظ برابر، نہ مخرج صحیح۔ نہ مدّوں کا اندازہ ہے، نہ اِخفا، اِظہار اور غنہ ہی معلوم۔ بس ایک ریل ہے کہ چلی جا رہی ہے یا ہوائی جہاز ہے کہ اُڑا جا رہا ہے۔ اِس زمانے میں بی اے، ایم اے، انجینئر اور ڈاکٹر بن جاتے ہیں اور صحیح قرآن پڑھنا نہیں جانتے۔ کسی کے سوئم میں انہیں قرآن خوانی کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا پریشان ہو جاتے ہیں۔۔۔! بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں تو خوب راگ کھینچ کھینچ کر۔ ایسے حضرات قراءت کو موسیقی کا مترادف (identical) سمجھتے ہیں۔ نہ صفاتِ حروف برابر، نہ مخارج درست۔ واضح ہو کہ خصوصاً مخارج کے بدلنے سے معنی ہی بدل جاتے ہیں۔ وہ قرآن نہیں رہتا کچھ اور چیز ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر چند روز محنت کریں اور مخارج وصفاتِ حروف ہی صاف کر لیں تو بالکل کافی ہے۔ راگ راگنی نہیں آتی، نہ آئے۔ عرب کا لحن حاصل ہے تو ماشاء اللہ۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، قرآن شریف کا اگر صحیح تلفظ نہ کیا جائے تو معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم سورۃ الفاتحہ کو لیتے ہیں۔ دیکھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی جگہ پر اگر اَلْهَمْدُ لِلّٰهِ (یعنی اَلْحَمْدُ کی ح کو ہ سے) پڑھا جائے تو اس کے معنی "سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں" کی بجائے 'آگ بجھانا اللہ کے لیے ہے' ہو جائے گا۔۔۔ اگر عَالَمِيْنَ کو آلَمِيْنَ (یعنی بجائے عین کے، ہمزہ سے) پڑھا جائے تو اس کے معنی "تمام عالم" کی بجائے 'رنج و الم' کے ہوں گے۔۔۔ رحمان اور رحیم تو بے معنی الفاظ ہیں۔۔۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو اگر ہم اِيَّاكَ نَابُدُ پڑھتے ہیں تو "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" کی بجائے 'ہم تجھ سے بھاگتے اور کراہت کرتے ہیں' کے ہو جائیں گے۔۔۔ ایسے ہی، نَسْتَعِيْنُ (ہم مدد طلب کرتے ہیں) کو نَسْتَاِيْنُ پڑھیں تو اس کے معنی 'رنج اور تکلیف' کے ہوں گے۔۔۔ اسی طرح ضَآلِّيْنَ، کے 'ض' کو اگر ہم 'د' سے ادا کریں تو دَآلِّيْنَ ادا ہو گا جس کا مطلب "ہدایت کرنے والے" ہے۔ یوں غلط تلفظ سے مطلب ہو جائے گا، 'ان کا راستہ نہ بتا جو ہدایت کرنے والے ہیں'۔۔۔!

مخارجِ حروف 17 ہیں، اُن لوگوں کے خیال کے مطابق جو تجربہ کار ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ ایک مخرج سے دو آوازیں اور دو مخارج سے ایک آواز نہیں نکل سکتی۔ حروفِ حلقی 6 (ء، ھا، حا، خا، عا، غا) ہیں۔ دونوں ہونٹوں سے 3 حروف (با، وا، ما) نکلتے ہیں۔ باقی حروف لسانی ہیں یعنی زبان سے اور حلق اور ہونٹوں کے درمیان کے مختلف حصوں سے ادا کیے جاتے ہیں۔ جب کہ غنہ کا مخرج ناک کے اندر ہے۔ صفاتِ حروف میں، مَهْمُوسَه کے حروف کا مجموعہ فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتْ ہے۔ حروفِ شَدِيْدَه کے الفاظ، اَجِدْ قَطٍّ بَكَتْ، ہیں۔ مُتَوَسِطَه حروف کا مجموعہ، لِنْ عُمَرْ ہے۔ مُسْتَعْلِيه حروف 7 ہیں جن کا مجموعہ، خُصَّ ضَغْطٍ

Siddiqui Publications

قِظْ،ہے۔ حروف مُذْلِقَه کا مجموعہ ،فَرَّمِنْ لُبٍّ ہے۔ مُطْبِقَه حروف،صاد ،ضاد ، طا اور ظا ہیں۔ صاد ، سا اور زا حروف سے سیٹی سی نکلتی ہے۔ جب کہ حروف قَلْقَلَه 5 ہیں اور ان حروف کا مجموعہ ، قُطْبُ جَدٍ،ہے۔ امام جزریؒ نے ان سب کے لیے اشعار ترتیب دیئے ہیں ان کے یاد کرنے سے مخارج اور صفاتِ حروف میں امتیاز کر سکتے ہیں۔(امام جزریؒ کے یہ اشعار تفسیر صدیقی میں موجود ہیں۔ مرتب)۔

صاحبو !ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ" قرآن شریف میں زیر زبر کس زمانے میں لگائے گئے ہیں"۔۔؟ میں نے کہا،" حجاج بن یوسف کے زمانے میں"۔ انہوں نے کہا،" اگر زبر زیر غلط لگائے جائیں تو کیا معنی نہیں بدل جائیں گے"۔۔؟ میں نے کہا،" قرآن شریف کا پڑھنا کتابت پر منحصر نہیں ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک عن فلان ، عن فلان یعنی سننے پر موقوف ہے۔ آپ کے خیال میں قرآن آنکھوں سے پہنچا ہے اور ہمارے خیال میں کانوں سے۔۔۔ یاد رکھو کہ روایت کے علاوہ تلفظ، مخارج، صفاتِ حروف، یہ سب کچھ استاد ہی سے سننے پر موقوف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آزاد لوگوں کے ساتھ ساتھ جو جنگی قیدی ہوا کرتے ان کو بھی آزاد کر کے مختلف مقامات میں ان لوگوں کو متعین (appoint) فرماتے کہ عام لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔ خصوصاً قرآن شریف، جو سب سے زیادہ اہم ہے، اس کی تعلیم دیں۔ اس طرح قرآن شریف تمام مسلمانوں میں عام ہو گیا۔ رسول کریمؐ ہر رمضان میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کو دہراتے۔ خود حضورؐ کے زمانے میں قرآن کے سیکڑوں حافظ تھے۔ قرآن شریف کی روایت کرنے والے اور سبع قراءت والے اور عشرہ قراءت والے تھے۔ اور اب بھی یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ سوال کیا جاتا ہے کہ سبع اور عشرہ میں جو کچھ اختلاف ہے، یہ کیسے ہے ؟۔۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عربوں کے مختلف قبیلے تھے اور اب بھی ہیں۔ ہر ایک قبیلے کے پڑھنے میں تھوڑا تھوڑا فرق تھا۔ ہر ایک قبیلے والا اپنی زبان کے مطابق پڑھتا اور رسول اکرمؐ نے ایسے پڑھنے کو جائز رکھا۔ مگر یاد رکھو کہ ان سب قراءتوں سے معنی میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ"۔ سَبْعَ کا لفظ عربی زبان میں کثیر اور متعدد کے معنی میں ہے۔۔۔ کیا وجہ ہے کہ دوسری قراءتوں اور روایتوں سے حفصؒ کی روایت مشہور ہو گئی ہے ؟ ۔۔۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حفصؒ کی قراءت میں قریش کی زبان سے جو کہ فصیح ترین زبان ہے، بہت کم فرق ہے۔

سورۃ المزمل کی آیت 20 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، پس پڑھو جس قدر تم پر آسان ہو قرآن سے۔ یعنی جس قدر تم سے بہ سہولت ہو سکے۔ احناف کے پاس نماز میں چھوٹی سورۃ بھی پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اور سورۃ الفاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ سب سے چھوٹی سورۃ، سورۃ الکوثر ہے۔ جس میں تین آیتیں ہیں۔ باوجود اس کے چھوٹا ہونے کے، اس سے قرآن کا اندازِ بیان معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے مساوی تین آیتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ آیۃ الکرسی ہے تو ایک آیت، مگر اس سے بھی قرآن کا اسلوبِ بیان معلوم ہو جاتا ہے لہٰذا نماز میں صرف اس ایک آیت کا پڑھنا بھی کافی ہے۔

صاحبو! قرآن شریف کی تیرہ چودہ سو برس سے برابر روایت کی جارہی ہے۔ اس کا تلفظ متواتر ہے۔ اس کے الفاظ، اس کا اِملا، متواتر ہے۔ قرآن ہمارے حق میں نعمت ہے۔ ہماری عزت ہے۔ جو قرآن کو چھوڑتا ہے وہ نہ دین کا رہتا ہے نہ دنیا کا۔ ہمارا مرنا جینا قرآن پر ہے۔ صحیح الفاظ ادا کرو۔ عربی لحن بھی سیکھو۔ عربی بھی سیکھو کہ معنی سمجھ میں آئیں۔ مضامینِ قرآن پر غور و فکر کرو۔ ایک قرآن تمھاری ہدایت کے لیے کافی ہے۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 12 صفحہ 28 پارہ 15 صفحہ 72،73 پارہ 19 صفحہ 5
پارہ 29 صفحہ 68،72 تا 74 اور مقدمہ صفحہ 22 تا 30}

متفرقات۔Miscellaneous

عبدیت خدا سے بندے کی ایک بہت بڑی نسبت ہے جو ناقابلِ زوال ہے۔ دیکھو! عبدیت کا مرتبہ ایک طور سے رسالت سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ رسالت تو زمانۂ تبلیغ تک ہوتی ہے اور اِس عالم تک محدود بھی۔ جب کہ عبدیت، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 1 صفحہ 32}

Siddiqui Publications